اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل قادیان

اخبار ہفتہ میں تین بار — فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی صہ ششماہی للعہ سہ ماہی عہ

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۳۴ | مورخہ ۶ ؍ جون ۱۹۲۵ء یوم شنبہ | مطابق ۱۳ ؍ ذیقعدہ ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

نظم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا کلام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی بعض نظمیں سلسلہ کے کسی اخبار میں تو شائع نہیں ہوئیں البتہ قادیان کے کتب فروش اصحاب کسی نہ کسی طرح حاصل کر کے مختلف کتب میں شائع کر چکے ہیں۔ چونکہ کتب کا حلقہ اشاعت اس قدر وسیع نہیں ہوتا۔ جتنا اخبار کا۔ اس لئے ناظرین کی خاطر ان نظموں سے اخبار کے صفحات کو مزین کیا جائیگا۔ چنانچہ پہلی نظم جو حضور نے سنہ ۱۹۲۰ء میں لکھی۔ درج ذیل کی جاتی ہے۔ (ایڈیٹر)

دل مرا بے قرار رہتا ہے — سینہ میرا افگار رہتا ہے

تیرے عاشق کا کیا بتائیں حال — رات دن اشکبار رہتا ہے

اس کی شب کا نہ پوچھ تو جس کا — دن بھی تاریک و تار رہتا ہے

دل مرا توڑتے ہو کیوں پیارے — آپ کا اس میں پیار رہتا ہے

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ خاندان نبوت میں بھی خیر و عافیت ہے۔

خاندان حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ جو سیدہ امۃ الحی صاحبہ کی رحلت کے وقت سے دار المسیح موعود میں قیام پذیر تھا۔ اپنے مکان میں آگیا ہے۔

۳ ؍ جون کو ملک معظم کی سالگرہ کی تقریب میں مدارس اور دفاتر سلسلہ احمدیہ میں تعطیل کی گئی۔

خان عبد اللہ خاں صاحب خلف حضرت نواب محمد علیخان صاحب منصوری تشریف لے جانے والے ہیں۔

المدد! ورنہ لوگ سمجھیں گے — تیرا بندہ بھی خوار رہتا ہے
مجھ کو گندہ سمجھ کے مت دھتکار — قربِ گل میں ہی خار رہتا ہے
ہے دلِ سوختہ کی بھاپ طبیب — تو یہ سمجھا بخار رہتا ہے
وحشتِ عارضی ہے ورنہ حضور — کہیں بندہ فرار رہتا ہے
بابِ رحمت نہ بند کیجئے گا — ایک امیدوار رہتا ہے
اسکو بھی پھینک دیجئے گا کہیں — ایک مٹھی غبار رہتا ہے
فکر ہیں جس کی گھل رہے ہیں ہم — ان کو ہم سے نقار رہتا ہے
برکتیں دینا گالیاں سننا — اب یہی کاروبار رہتا ہے
فربہ تن کس طرح سے ہو محمودؔ — رنج و غم کا شکار رہتا ہے

اخبار احمدیہ

فیروزپور میں نیّر

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر نے مورخہ ۵ ؍مئی ۱۹۲۵ء کی شب کو ٹاؤن ہال شہر فیروزپور میں بذریعہ میجک لینٹرن لیکچر دیا۔ جس میں آپ نے ۵ سالہ قیام لنڈن ومغربی افریقہ کے علاوہ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے سفر یورپ اور واپسی کے تمام نظارے دکھا کر ناظرین کو محظوظ فرمایا۔ ناظرین کی تعداد دفعۃً از اُچھ سو تھی۔ شہر کے معززین ورؤسا شامل تھے مستورات کے لئے بھی انتظام تھا۔ لیکچر پونے دو گھنٹہ ہوتا رہا جس میں آپ نے نہایت لطیف پیرایہ میں سامعین کو پیغام حق پہنچاتے ہوئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات کا ذکر فرمایا۔ نیز آپ نے صداقت اسلام۔ صداقت مسیح موعودؑ۔ وفات مسیحؑ۔ ختم نبوت کو مبین دلائل سے ثابت کیا۔ آپ کی طرز تقریر گہری محبت اور ہمدردی کا رنگ اپنے اندر رکھتی تھی۔ والسلام

خاکسار احمد جان عفی عنہ سکرٹری دعوۃ وتبلیغ۔ فیروزپور شہر

ایک مباحثہ

بروز اتوار ۱۷؍مئی کو موضع کالیاں والے متصل پسرور میں ہمارا ایک کامیاب مناظرہ حیات ممات مسیح ناصری اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر ہوا۔ ہماری طرف سے سید نذیر حسین صاحب سکرٹری تبلیغ انجمن گٹھالیاں مناظر تھے۔ اور مقابل پر ۱۳ کے قریب مولوی تھے مگر سوال وجواب میں حافظ حبیب اللہ صاحب مخاطب تھے۔ ان کا تمسخر اس حد کا تھا۔ کہ انہی میں کا ایک بڑا مولوی (منظور راولپنڈی) انہیں یہودی کہنے سے باز نہ رہ سکا۔ پریذیڈنٹ جو کہ ایک متعصب غیر احمدی تھا حافظ صاحب کو مہذب الفاظ استعمال کرنے کو بار بار کہتا رہا۔ تین کے قریب آدمیوں نے بیعت کی آمادگی ظاہر کی۔ ایک ہندو نے کہا۔ کہ اگر میں آج مسلمان ہوتا۔ تو ضرور احمدی ہو جاتا۔ کیونکہ حق ان کی طرف ہے۔ اردگرد کے لوگ جو کہ بکثرت آئے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح ناصری کی وفات کے قائل ہوئے کہتے تھے۔ خواہ کچھ ہی ہو۔ عیسٰیؑ آسمان پر ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے۔ اس علاقہ میں جلد تر ایک بہت بڑی تعداد احمدی ہونے والی ہے۔ انشاء اللہ۔

خاکسار شریف احمد از گٹھالیاں ضلع سیالکوٹ

اراضیات کاشی پور کے متعلق اعلان

کاشی پور کی اراضیات کے متعلق اخبار الفضل میں میری طرف سے جماعت کو کافی ہدایات دیجا چکی تھیں۔ لیکن پھر بھی بعض لوگوں نے ان کی خلاف ورزی کرکے اپنا روپیہ بغیر قبضہ لینے اراضی کے اس کمیٹی کے سپرد کیا۔ جو اراضیات کاشی پور کے نام سے بنی تھی۔ اور جس میں چوہدری کرم دین صاحب لودھیانہ۔ سید احمد صاحب وکیل رام پور۔ بابو محمد شفیع صاحب لودھیانہ۔ چوہدری برکت علی صاحب لودھیانہ تھے۔ اس کمیٹی کی صورتیں کئی بار بدلیں۔ لیکن امور عامہ کا کوئی تعلق تبدیل شدہ کمیٹیات سے نہیں رہا۔ پہلے کمیٹی کے خلاف شکایات موصول ہونے پر ایک ہائی کورٹ کے وکیل کے ذریعہ تحقیقات کرائی گئی۔ اور شکایت کنندگان جماعت احمدیہ سے ونیز بعض دوسرے لوگوں سے جو شاکی تھے۔ اصالتاً یا بذریعہ ان کے قائم مقامان مرکز میں بلاکر حالات پوچھے گئے۔ اور جن کی شکایات صحیح تھیں۔ ان کا روپیہ واپس کرانے کا اصلی کمیٹی کے ممبران کو نوٹس دیا گیا ہے۔ اور وہ روپیہ واپس کرنے سے منکر نہیں ہیں۔ تاہم مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ اب تک چوہدری کرم دین صاحب جماعت احمدیہ میں لوگوں سے روپیہ اراضی کے لئے لے رہے ہیں۔ اس لئے میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ چونکہ متعدد لوگوں کو ان کے کام میں شکوہ بدمعاملگی پیدا ہوا ہے۔ جو بعض صورتوں میں صحیح بھی معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے جماعت کے ممبران کو خبردار رہنا چاہیئے۔ کہ بغیر کافی اطمینان کے ہرگز کسی کو روپیہ ایسے کاموں کے لئے نہ دیں۔ ورنہ وہ خود ذمہ وار ہونگے۔ خواہ کوئی صاحب ہوں۔

ذوالفقار علی خاں ناظر دفتر امور عامہ قادیان

ٹریٹوریل کی بھرتی کے لئے جوانوں کی ضرورت

جہلم ٹریٹوریل رجمنٹ ۱۱؍۱۷ میں صرف ایک احمدیہ پلاٹون ہے۔ جس میں کل تعداد ۴۴ ہوتی ہے۔ اس پلٹن میں بھرتی صرف اضلاع جہلم۔ گجرات۔ شاہ پور اور راولپنڈی سے ہو سکتی ہے۔ بھرتی میں جلدی کے باعث موزون جوان بھرتی نہ ہو سکے۔ جن کی بجائے مخلص احمدی بھرتی کرانے ہیں۔ تاکہ جماعت احمدیہ کے اعزاز میں فرق نہ آئے اس وقت تیس مخلص احمدیوں کی ضرورت ہے۔ براہ مہربانی احباب اضلاع مندرجہ بالا بہت جلد اطلاع دیں۔ کہ کس قدر نوجوان جن کی عمر اٹھارہ اور چوبیس سال کے درمیان ہو۔ اس بھرتی کے لئے دے سکتے ہیں۔ قد ½ ۵ فٹ ہو۔ چھاتی ۳۴ انچ۔ زمینداری پیشہ لوگ زیادہ موزون ہونگے۔ پس آپ جس قدر جوان دے سکتے ہوں۔ دیں۔ یہ لوگ ہر سال میں دوماہ فوجی کام جہلم میں جاکر کیا کرینگے۔ بقیہ دن اپنی کھیتی باڑی کرتے رہینگے۔ جب کبھی جنگ ہوگی۔ تو فوراً کام پر بلائے جائینگے۔ اور ریگی فوج کے مطابق کام کریں گے تنخواہ سرکاری کام پر رہنے کے عرصہ کی سولہ روپیہ ماہوار علاوہ راشن ہوگی۔ ان اضلاع کی جماعتوں کو خطوط بھی بھیجے گئے ہیں۔ اس لئے یاددہانی کرائی جاتی ہے۔ بہت جلد جواب دیں۔ سکرٹری صاحبان امور عامہ ذمہ دار ہیں۔ اور نیز جماعتوں کے امیر وپریزیڈنٹ کہ اس کا انتظام مناسب بہت جلد کریں۔

ذوالفقار علی خاں۔ ناظر دفتر امور عامہ قادیان

ولادت

۶؍اپریل ۱۹۲۵ء میرے ہاں فرزند پیدا ہوا ہے۔ حضرت صاحب نے "عبداللطیف" نام رکھا ہے۔ احباب مولود کے سعید وخادم دین ہونے کیلئے دعا فرماویں۔

عبدالرحمٰن از رسالپور

تبدیلیٔ پتہ

آنریری جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ نیروبی اطلاع دیتے ہیں۔ کہ آئندہ ان کا پتہ حسب ذیل ہوگا۔

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط)
الفضل
قادیان دارالامان۔ یوم شنبہ ۔ ۶ جون ۱۹۲۵ء

کیا اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے؟

نمبر (۱)

(حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب۔ بی۔ اے کے قلم سے)

ہمیں کابل میں اپنے بھائیوں کا خون بہائے جانے کا اتنا رنج نہیں۔ جتنا اس بات کا رنج ہے۔ کہ کابل کے قاتلوں نے اپنی اس وحشیانہ حرکت کو اسلام کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور ہندوستان کے ملاؤں نے ریاست کابل کے فیصلہ کی تائید کر کے اور مولوی ظفر علی خاں صاحب نے دربار کابل کی حمایت میں مضمون لکھ کر اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور نیکنامی پر ایک ناپاک حملہ کیا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ اس حملہ کا پورے طور پر جواب دیا جائے۔ تا جو نقصان ان "بزرگوں" نے اسلام کو پہنچایا ہے۔ اس کا تدارک ہو سکے اور اسلام اور نبی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی ان ناپاک الزامات سے بریت ثابت کی جائے۔ سو اس غرض کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں اس مضمون پر کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ اس مضمون کے لکھنے میں اپنی خاص تائید سے مجھ کمترین کی مدد فرمائے۔ رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی ؁

میری اس مضمون کے لکھنے سے یہ غرض نہیں۔ کہ میں یہ ثابت کروں۔ کہ علماء کابل نے احمدیوں کو مرتد قرار دینے میں غلطی کی ہے۔ اور یہ کہ ارتداد کے لئے جو سزا بیان کی جاتی ہے۔ وہ احمدیوں پر چسپاں نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ احمدی مرتد نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے فضل سے حقیقی اور سچے مسلمان احمدی ہی ہیں۔ بلکہ اس مضمون کے لکھنے سے میری غرض یہ ہے۔ کہ میں خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم سے دنیا پر روز روشن کی طرح یہ بات ثابت کر دوں۔ کہ اسلام محض ارتداد کے لئے اس دنیا میں کوئی سزا ابھی تجویز نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے لئے صرف وہی سزا ہے۔ جو آخرت میں کفار کے لئے مقرر ہے ؁

پس اصل سوال یہ نہیں۔ کہ احمدی مسلمان ہیں۔ پس انکو مرتد قرار دیکر قتل کرنا ایک ظلم ہے۔ بلکہ اصل سوال یہ ہے۔ کہ مرتد کو محض ارتداد کے لئے قتل کرنا ایک ظلم ہے۔ اسلام ایسی تعلیم نہیں دیتا۔ اور یہ اسلام پر ایک بہتان ہے ؁

احمدیوں کا سوال تو بالکل آسان ہے۔ ان سے جو سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ قرآن شریف کی ان آیات کے عین مطابق ہے۔ جن میں گذشتہ انبیاء اور ان کے پیروؤں سے مخالفین کے سلوک کا ذکر ہے۔ کیونکہ قرآن شریف شہادت دیتا ہے۔ کہ راستبازوں کی جماعت سے ان کے دشمن ہمیشہ ایسا ہی سلوک کرتے چلے آئے ہیں۔ اور دشمنان سلسلہ احمدیہ نے احمدیوں کو سنگسار کر کے اور آئندہ کے لئے ان کی نسبت ایسی ہی دھمکیوں کا اعلان کر کے بے شک اس امر کا ثبوت دے دیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ ایک راستبازوں کی جماعت ہے۔ اور ان کے دشمن اپنے افعال اور اقوال اور رویہ سے اپنے تئیں راستبازوں کے دشمنوں کے زمرہ میں شامل کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے فعل سے اس بات کا بھی ثبوت دیا ہے۔ کہ واقعی قرآن شریف خدا تعالےٰ کا سچا کلام ہے۔ کیونکہ اس کی باتیں ہمیشہ سچی ثابت ہوتی ہیں۔ اور جن سنن الٰہیہ کا اس میں ذکر ہے۔ وہ ہمیشہ پوری ہوتی رہتی ہیں ؁

اگر احمدیوں کو سنگسار کرنے والے اور ان کی حمایت کا دم بھرنے والے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ کونسی آیات قرآنیہ ہیں۔ جن پر انہوں نے عمل کیا ہے۔ تو ان کی اطلاع کے لئے میں ان کو بتاتا ہوں۔ کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کے ساتھ وہی سلوک کیا ہے۔ اور ویسے ہی سلوک کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام کی قوم نے اپنے وقت کے نبی کو دی تھیں۔ انہوں حضرت نوح علیہ السلام کو کیا کہا تھا یہی کہ لئن لم تنتہ یا نوح لتکونن من المرجومین (شعراء ع ۶) اے نوحؑ اگر تو باز نہیں آئے گا۔ تو ہم تجھے سنگسار کر دینگے۔ پھر دیکھو آزر نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کس بات کی دھمکی دی! کیا اس نے نوح علیہ السلام کی قوم کی طرح یہی نہیں کہا تھا۔ لئن لم تنتہ لارجمنک (مریم۔ ع ۳) اگر تو باز نہیں آئے گا۔ تو میں تجھے سنگسار کروں گا۔ پھر کیا حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم نے بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار نہیں کیا تھا۔ جب کہ انہوں نے کہا۔ ولو لا رھطک لرجمناک۔ اگر تیری برادری نہ ہوتی۔ تو ہم تجھے ضرور سنگسار کر ڈالتے (ھود ع ۸)۔ پھر قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فرعون مصر اور اس کے سرداروں نے بھی حضرت موسےٰ علیہ السلام کو ایسے ہی برتاؤ کی دھمکی دی تھی۔ جیسا کہ امیر کابل اور اس کے درباریوں نے جماعت احمدیہ کے ساتھ کیا ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ انی عذت بربی و ربکم ان ترجمون (دخان ع ۱) میں پناہ مانگتا ہوں اپنے اور تمہارے رب سے۔ اس سے کہ تم مجھ کو سنگسار کرو۔ پھر سورہ یٰس کے دوسرے رکوع میں جن اصحاب القریہ کا ذکر ہے انہوں نے بھی اپنے مرسلین کو یہی کہا۔ لئن لم تنتھوا لنرجمنکم و لیمسنکم منا عذاب الیم۔ اگر تم باز نہ آؤ گے۔ تو ہم تم کو ضرور پتھروں سے مار دینگے۔ اور ہماری طرف سے تم کو دردناک عذاب پہونچے گا۔ قرآن شریف کے ایک اور مقام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ راستبازوں کے دشمن راستبازوں کے ساتھ اسی رنگ کا سلوک کرتے چلے آئے ہیں۔ اور سنگساری ہی کے ذریعہ مومنین کو دکھ دینا اور اس طرح ان کو اپنے عقیدہ سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرنا ان کا شیوہ رہا ہے۔ اصحاب کہف ایک دوسرے کو کہتے ہیں۔ انھم ان یظھروا علیکم یرجموکم او یعیدوکم فی ملتھم ولن تفلحوا اذا ابدا۔ اگر وہ لوگ تمہاری خبر پائیں گے۔ تو تمہیں پتھروں سے مار ڈالیں گے یا تم کو پلٹا لیں گے اپنے مذہب میں۔ پھر تم کبھی بامراد نہ ہو گے ؁

پس اگر ریاست کابل کے ارکان یہ کہیں۔ کہ ہم نے احمدیوں کو سنگسار کرنے میں قرآن شریف کی آیات پر عمل کیا ہے۔ تو یہ بے شک درست ہے۔ مگر وہ آیات جن پر یہ اصحاب عمل پیرا ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کے متعلق ہیں۔ جو ہمیشہ سے راستبازوں کے ساتھ دشمنی کرتے چلے آئے ہیں۔ پس وہ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ انہوں نے حضرت نعمت اللہ خاں اور اس کے رفیقوں کو سنگسار کر کے کس گروہ کے ساتھ مشابہت پیدا کرلی ہے۔ کیا ایسا کرنے میں انہوں نے راستبازوں کی جماعت کا نمونہ اختیار کیا ہے۔ یا راستبازوں کے دشمنوں کا۔ راستبازوں کے دشمنوں کے متعلق تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ وہ اختلاف مذہب کی وجہ سے راستبازوں کے گروہ کو سنگسار کیا کرتے تھے۔ مگر راستبازوں کی جماعت کے متعلق کہیں یہ نہیں لکھا۔ کہ وہ کفار کو حق قبول کرنے کے لئے مجبور کیا کرتے تھے۔ بلکہ برخلاف اس کے راستباز جماعت کی نسبت تو یہی لکھا ہے۔ کہ

594

وہ کہا کرتے تھے - ہمارا کام تو حق پہنچا دینا ہے - اور بس

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

الغرض میرا مدعا اس مضمون کے لکھنے سے صرف یہی ہے کہ میں اصولی طور پر ارتداد کی سزا کے سوال پر بحث کروں - کہ آیا جو یہ کہا جاتا ہے - یہ ایک اسلامی حکم اور شرعی حد ہے کہ اس شخص کو جو اسلام ترک کرے - صرف اسلام ترک کرنے کے جرم میں قتل کر دیا جائے - کہاں تک درست ہے - اس بارہ میں سب سے پہلے انشاء اللہ تعالےٰ قرآن شریف کی تعلیم کو پیش کروں گا - اس کے بعد احادیث اور اقوال فقہاء علی الترتیب نظر کروں گا - وما توفیقی الا باللہ العلی العزیز ؁

احمدی اور حج بیت اللہ

زمیندار نے حضرت مسیح موعود کے متعلق لکھا تھا - اُن کے نزدیک حج بیت اللہ ایک بے سود چیز ہے " جس کا ثبوت یہ دیا تھا " اسی لئے کوئی قادیانی حج کرنے نہیں جاتا " لیکن جب ہم نے ان دونوں باتوں کو غلط ثابت کرتے ہوئے بتایا - کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بذات خود حج کر چکے ہیں - اور ہر سال احمدی حج کے لئے جاتے ہیں - تو چاہیئے تھا - کہ وہ اپنی غلط بیانی سے رجوع کرتا - لیکن اس کی شرافت ملاحظہ ہو - لکھتا ہے :-

" ان کی نیت حج کی نہیں ہوگی - سیر کرنے یا حجاز میں لغو پروپیگنڈا پھیلانے گئے ہونگے "

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو جس نے میدان جنگ میں ایک دشمن کے اسلام کے متعلق اقرار کیا اعتبار نہ کرتے ہوئے اسے قتل کر دیا تھا - فرمایا تھا - ھل شققت قلبہ - کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھ لیا تھا - کہ وہ درست نہیں کہہ رہا - یہی ہم زمیندار سے کہتے ہیں ؁

افسوس ان لوگوں میں تعصب اور عداوت اس حد تک بڑھ گئی ہے - کہ اس ارشاد الٰہی کے پورے پورے مصداق بن گئے ہیں - لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ (۷-۱۸۰) ان کے دل ہیں مگر وہ سمجھتے نہیں - ان کی آنکھیں ہیں - مگر وہ دیکھتے نہیں - ان کے کان ہیں - مگر وہ سنتے نہیں - یہ تو حیوانوں کی مانند بلکہ ان سے بھی بے گئے گذرے ہیں - کیونکہ یہ غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں ؁

مولوی ظفر علی خاں صاحب کو دعوت

اخبار " زمیندار " الفضل کے تبادلہ میں آتا تھا - لیکن ۲۸ر تاریخ کے بعد آنا یک لخت بند ہو گیا - ایک آدھ دن انتظار کرنے کے بعد خط لکھا گیا - اور بند کرنے کی وجہ دریافت کی گئی - اور آج دو تین دن ہوئے اخبار موصول ہوا ہے - مگر ۲۹ر مئی کے " زمیندار " میں دوسروں کا ذکر کرتے ہوئے ہماری نسبت بھی لکھ دیا گیا - کہ ہم زمیندار کی شکل دیکھنا بھی حرام سمجھتے ہیں - چنانچہ لکھا ہے :-

" حزب البریلوی کے نزدیک جو شخص زمیندار پڑھے - وہ کافر ہو جاتا ہے - ہندو زمیندار نہیں پڑھتے - عیسائی بھی اس کو ہاتھ لگانا گناہ سمجھتے ہیں - اور قادیانیوں کی تو کچھ پوچھئے ہی نہیں - کہ وہ تو اس کی شکل دیکھنا بھی حرام مطلق جانتے ہیں " (زمیندار ۲۹ر مئی)

" زمیندار " کے ساتھ دوسرے لوگ جو سلوک کر رہے ہیں - اس سے قطع نظر وہ ہمارے متعلق بھی اسی قسم کا قیاس کر رہا ہے - حالانکہ ہم تو " زمیندار " چھوڑ مالک زمیندار مولوی ظفر علی خاں صاحب کی شکل دیکھ لینا بھی حرام نہیں سمجھتے - کیونکہ ہم کسی کی ایذا رسانی اور نیش زنی کے مقابلہ میں اس سے ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات اپنے دل میں رکھتے ہیں - اور جو شخص جس قدر زیادہ مخالفت میں بڑھتا اور شر پیدا کرتا ہے - اسی قدر زیادہ ہماری ہمدردی کا مستحق ہوتا ہے - اسی وجہ سے ہمیں مولوی ظفر علی خاں صاحب سے ہمدردی ہے - اور ہم انہیں دعوت دیتے ہیں - کہ اگر وہ قادیان میں غیر احمدیوں کے جلسہ پر تشریف لائیں - جیسا کہ اعلان کیا گیا ہے - تو ہماری دعوت ضرور منظور کریں - ہم ان اخلاق کو مد نظر رکھتے ہوئے جن کی تعلیم ہمیں اسلام نے دی ہے - یہ دعوت دیتے ہیں - کیا مولوی صاحب بھی اسلام کی اس بارے میں جو تعلیم ہے - اس پر عمل کر سکتے ہیں - ان شاء اللہ

مسلمانوں کی مصیبتیں کیونکر حل ہو سکتی ہیں

معزز معاصر تنظیم (۱۷ر مئی) لکھتا ہے :-

" اگر آج مسلمانان ہندوستان کسی ایک یا چند آدمیوں کو اپنا بزرگ یا رہبر مان لیں - اور پھر اس کے فرمان کا احترام کرنے لگیں - تو آج ان کی ۹۹ فی صدی مصیبتیں حل ہو جاتی ہیں "

یہ بالکل درست ہے - لیکن کیا کوئی ایک آدمی ایسا ہے بھی جسے سب مسلمان اپنا بزرگ اور رہبر مان لیں - ایسا وجود سوائے اس کے کوئی نہیں ہو سکتا - جسے خدا نے مبعوث کیا ہو - اور یہ دعویٰ حضرت مرزا صاحب کے سوا کسی کا نہیں ہے - مسلمان اسی وقت مصائب

چودھویں صدی کے مولوی

اخبار " ریاست " نے اپنے ۱۳ر مئی کے پرچہ کے صفحہ اوّل پر ایک مضمون بعنوان " قادیانی غور سے پڑھیں " شائع کیا ہے - مگر ہم " غور " کے ساتھ پڑھنے کے باوجود یہ نہ دیکھ سکے کہ قادیانیوں سے اس کا کیا تعلق ہے - اور مضمون نویس نے اس میں قادیانیوں کو مخاطب کیا ہے -

اس مضمون کی بنا جو مضمون نویس ہی کے الفاظ میں یہ ہے - کہ

" یورپ میں ایک نیا فرقہ پیدا ہوا ہے - جس کا نام ہے مشرق کا چمکتا ستارہ - اس گروہ کو بہت جلد حضرت مسیح کے نزول کا انتظار ہے - انہوں نے دنیا کے سات مختلف شہروں میں حضرت کے لئے سات مینار کھڑے کرنے کا فیصلہ کیا ہے - جن میں سے ایک آسٹریلیا کے دارالصدر سڈنی میں کروڑہا روپے کے خرچ سے بن چکا ہے - دوسرا لنڈن میں تعمیر ہونے کو ہے - اس کے لئے وہاں چندہ ہو رہا ہے - ان لوگوں کا خیال ہے - کہ آسٹریلیا میں چونکہ انسان کی آبادی کی عمر بہت کم ہے لہذا حضرت مسیح سڈنی کے منارہ پر نزول اجلال فرمائیں گے اور پھر ان سات شہروں کو جائیں گے - جن میں مینار ہونگے اور اس کے بعد دنیا کو مصیبتوں سے پاک کریں گے "

ہم احمدیوں کے عقائد سے ایک ذرہ بھی واقفیت رکھنے والا ہر ایک انسان خوب جانتا ہے - کہ ہم نہ تو حضرت مسیح کے آسمان سے اترنے کے قائل ہیں - اور نہ ہمارا یہ عقیدہ ہے - کہ وہ کسی منارہ پر اتریں گے - ہاں ہمارے مخالف چودھویں صدی کے مولوی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ جو صرف بنی اسرائیل کیلئے نبی ہو کر آئے تھے - اب تک آسمان پر زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں - جو ایک وقت چوتھے آسمان سے لیکر دمشق کے منارۃ البیضاء کی انتہائی چوٹی تک تو فرشتوں کے کندھوں پر سوار ہو کر اتریں گے - اور پھر سیڑھی کے ذریعہ زمین پر نزول فرمائیں گے

صاف ظاہر ہے - کہ اس صورت میں " مشرق کا چمکتا ستارہ " نامی فرقہ کا مختلف شہروں میں حضرت مسیح کے اترنے کے لئے مینار بنانا چودھویں صدی کے مولویوں کیلئے خطرہ اور خوف کا باعث ہے - نہ کہ ہمارے لئے - ہم تو خدا کے فضل سے سچے مسیح موعود کو مان چکے ہیں - اور خدا ہی کے فضل سے دمشقی منارۃ البیضاء کے پاس اترنے کی جو روایت ہے - وہ بھی مختلف طریق سے پوری ہو چکی ہے - لیکن چودھویں صدی کے مولوی بڑی بے تابی سے حضرت مسیح کے اترنے کا ابھی انتظار کر رہے ہیں - جنہیں ان کے عقیدہ کے رو سے مینار پر اترنا چاہیئے ؁

(۳۵)

ان چودھویں صدی کے مولویوں کے لئے بہت ہی خطرہ کی بات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۲۹ مئی ۱۹۲۵ء

اخلاق کی درستی کیلئے بہترین زمانہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں نے پچھلے جمعہ میں اخلاق فاضلہ اور اعمال کی درستی کے متعلق ایک ایسے دروازہ کا ذکر کیا تھا جس کے ذریعہ نیک اخلاق انسان کے قلب میں داخل ہو سکتے ہیں۔ وہ نیک اعمال بجالاتا ہے۔ اور ان کے مخالف دروازے بند کرنے سے بداخلاقی اور بداعمالی سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ آج میں اسی کے متعلق ایک اور اہم امر بیان کرتا ہوں۔ جو میرے نزدیک اس سے بہت زیادہ اہم اور ضروری ہے۔ کیونکہ میرے نزدیک اسے مد نظر رکھے بغیر کوئی قوم اپنے اخلاق اور اپنے اعمال کو درست اور صحیح نہیں بنا سکتی۔

زمانہ بچپن کے احساسات

قبل اس کے کہ میں اس دوسرے دروازے کی حقیقت بیان کروں یہ کہدینا ضروری ہے کہ اخلاق اور اعمال کی درستی کے لئے صرف ارادہ ہی کر لینا کافی نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ مشق اور محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ محنت اور مشق کے بغیر محض ارادہ کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ لیکن جہاں ارادہ کے ساتھ محنت اور مشق کا ہونا ضروری ہے۔ اور بغیر محنت مشقت کے محض ارادہ بے فائدہ ہے۔ وہاں پر یہ بات بھی ہے۔ کہ وہ مشق اور محنت بھی خاص حالات اور خاص اوقات سے تعلق رکھتی ہے۔ اور بہترین حالات اور اوقات ہیں۔ جو اخلاق اور اعمال کی درستی کے لئے مناسب اور موزوں ہیں۔ ان میں سے سب سے بڑھکر بچپن کا زمانہ ہے بچپن کے زمانہ میں جس آسانی کے ساتھ ایک بچہ کسی امر کو سیکھ سکتا اور اس کے لئے محنت اور مشقت کی تکلیف برداشت کر سکتا ہے۔ بڑی عمر میں برداشت نہیں کر سکتا بچے کے احساسات اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ وہ محنت اور مشقت کو بہت کم محسوس کرتا ہے۔ وہ اس خالی پیالے کی طرح ہوتا ہے جس میں ہر ایک چیز ڈالی جا سکتی ہے۔ بچہ ہر ایک کام کے سیکھنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اس لئے جس امر کی اس کو مشق کرائی جائے۔ وہ باسانی کر سکتا ہے۔ مجھے اپنے بچپن کا زمانہ یاد ہے۔ اور وہ حالات اور واقعات بالکل میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ کہ سخت سے سخت تپش اور شدید گرمی کے وقت میں باہر نکل جاتا اور تپش اور گرمی بالکل محسوس نہ کرتا۔ بلکہ مجھے خوب یاد ہے میں اپنے نفس میں اپنے اوپر یہ بڑا ظلم سمجھا کرتا تھا جب مجھے والدہ صاحبہ یا دوسرے نگران گرمی میں باہر نکلنے اور کھیلنے سے روکتے تھے۔ میں اس گرمی میں باہر نکل جاتا اور کچھ محسوس نہ کرتا۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ جو خیالات بچپن میں میرے ذہن میں پیدا ہوتے تھے۔ وہی دوسرے بچوں کے دلوں میں بھی پیدا ہوتے ہوں گے۔ جبکہ ان کو گرمی کے وقت باہر نکلنے سے روکا جاتا ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ بچپن میں اسی باتوں کا احساس نہیں ہوتا۔ تو جسقدر محنت اور مشقت کی تکلیف کو ایک بڑا آدمی محسوس کرتا ہے بچہ اس کو محسوس نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت کے ماتحت اس کے احساسات کو باطل کیا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو کسی امر کے سیکھنے اور مشق کرنے میں اتنی دقت محسوس نہیں ہوتی اور جن باتوں کی اس وقت مشق کرتا ہے۔ ان کا آئندہ زندگی میں بڑا اثر ہوتا ہے۔ لیکن جن کی مشق بچپن میں نہ ہو ان میں بڑی عمر میں سخت دقت پیش آتی ہے۔ تین آدمی مجھے ایسے معلوم ہیں۔ جو نماز میں صحیح طور پر تشہد نہیں بیٹھ سکتے۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ بچپن میں ان کو صحیح طور پر تشہد بیٹھنے کی مشق نہیں کرائی گئی۔ یا کسی نے ان کو ٹوکا نہیں۔ تا وہ صحیح طور پر تشہد بیٹھنے کی عادت ڈالتے یا ٹوکنے والوں سے ان کا اس طرح بیٹھنا پوشیدہ رہا۔ اور اب بڑی عمر میں وہ صحیح طور پر نہیں بیٹھ سکتے۔ وہ تو نہایت مخلص اور ہماری جماعت میں شامل ہیں۔ اور ایک کا ہماری جماعت سے تعلق نہیں۔ اگر اب وہ چاہیں۔ اور کوشش بھی کریں۔ تو صحیح طور پر تشہد نہیں بیٹھ سکتے۔ تو بچپن کا زمانہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ بچے کے اس وقت کے حالات کے ماتحت اس سے جس قسم کی مشق کرائیں۔ وہ باسانی کر سکتا ہے۔

بچپن کی عادت کا اثر

لیکن اگر بچپن میں جھوٹ یا چوری وغیرہ کی بد عادات پڑ جائیں۔ تو بڑے ہو کر ان کو کتنے ہی وعظ و نصیحت کئے جائیں۔ کتنا ہی سمجھایا جائے۔ اور کتنی ہی ملامت کی جائے لیکن وہ ان افعال کو برا سمجھتے ہوئے بھی ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ ایسے لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ اور پھر روتے ہیں۔ کہ ہم سے غلطی ہو گئی۔ چوری کرتے ہیں۔ اور پھر افسوس کرتے ہیں۔ کہ ہم سے ایسا ہوا۔ بلکہ میں نے دیکھا ہے۔ انہوں نے خود ہی اپنی غلطی کو محسوس کر کے چوری کا اقرار کیا۔ اور اس کا ازالہ بھی کر دیا۔ لیکن پھر بھی چوری کی عادت سے باز نہیں رہ سکتے۔ تو بچپن کی عادات انسان کے ساتھ جاتی اور باقی رہتی ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ اس لئے بچپن میں بچوں کو اخلاق فاضلہ کی مشق کرانی چاہیئے۔ اس سے آئندہ نسلوں کے اخلاق کی حفاظت ہو جائے گی۔ یہ بچپن میں تربیت نہ ہونے کا نتیجہ ہے۔ کہ کئی ایسے آدمی ہیں جو بہت مخلص اور نیک ہیں۔ لیکن بے ساختہ ان کے منہ سے گالیاں نکل جاتی ہیں۔ بعض مصنف ہیں۔ جو مخلص ہیں۔ لیکن باوجود احتیاط کے ان کے قلم سے درشت الفاظ نکل جاتے ہیں۔ اور جب سمجھایا جائے۔ تو نہایت سنجیدگی اور متانت سے کہدیتے ہیں۔ ہم نے تو کوئی سخت لفظ نہیں لکھا۔ یہ بچپن کی عادت کا نتیجہ ہے۔ کہ وہ اس فعل کی مضرتوں سے واقف ہوتے ہوئے بھی اس سے بچ نہیں سکتے۔

عجیب گالی دینے والا

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے ایک شخص کی نسبت مجھے خبر دیگئی۔ کہ وہ بہت گالیاں دیتا ہے۔ ایک رات علیحدگی میں میں نے اسے نصیحت کی۔ کہ میں نے سنا ہے۔ آپ بہت گالیاں دیتے ہیں۔ اس سے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے انسان کے اپنے اخلاق بھی خراب ہوتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ وہ یہ سنکر بے اختیار نہایت گندی اور فحش گالی دے کر کہنے لگا۔ کون کہتا ہے۔ میں گالیاں دیتا ہوں۔ تب میں نے سمجھ لیا۔ کہ یہ شخص معذور ہے۔ بلا ارادہ گالی اس کے منہ سے نکل جاتی ہے۔ کیونکہ وہ چاہتا نہیں تھا۔ کہ گالی دے۔ مگر بے اختیار اس کے منہ سے گالی نکل گئی۔ اور وہ محسوس بھی نہیں کرتا تھا۔ کہ میں تو اب بھی گالی دے رہا ہوں۔ تو جب انسان کو کسی عیب کی عادت ہو جاتی ہے۔ پھر وہ اس عیب کو عیب ہی نہیں سمجھتا۔ اور اگر سمجھتا ہے۔ تو کرتے وقت اس کو محسوس نہیں کرتا۔ ایسے لوگوں کو اگر سمجھایا جائے۔ تو انکار کر دیتے ہیں۔ کہ ہم نے تو ایسا فعل نہیں کیا۔ مجھے اس بات کا بہت تجربہ ہے۔ کیونکہ ہر روز لوگوں سے معاملہ کرنا پڑتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ بہت لوگ ہیں۔ جو ہمیشہ عیب چینی کرتے ہیں۔ مگر وہ ساتھ ہی یہ بھی کہتے جاتے ہیں۔ ہماری عادت نہیں کہ کسی کی عیب چینی کریں۔ مگر یہ بات یوں ہے۔ اور غالباً اگر وہ دن میں ہزار باتیں بھی دوسروں کی غیبت اور عیب چینی کی کریں۔ تو ہر بار وہ ساتھ یہ بھی کہینگے۔ کہ ہماری یہ عادت نہیں ہے۔ کہ کسی کی عیب چینی کریں۔ حالانکہ سو میں سے ننانوے باتیں ان کی عیب چینی کی ہوتی ہیں۔ مگر وہ عیب چینی کرتے ہوئے بھی نہیں سمجھتے۔ کہ ہم عیب چینی کر رہے ہیں۔

اگر بچپن میں ان کی اصلاح اور نگرانی کی جاتی۔ تو ان کی یہ حالت نہ ہوتی۔ غرض بچپن کا زمانہ اخلاق فاضلہ کے سیکھنے کا بہترین موقعہ ہے۔

بچوں کے اخلاق کی خاص نگرانی

اگر کوئی قوم اعلیٰ اخلاق اور پسندیدہ اعمال میں ترقی کر سکتی ہے۔ تو اس کے لئے بہترین ذریعہ یہی ہے۔ کہ وہ اپنی اصلاح کی بھی کوشش کرے۔ نگرانی نسل کی اصلاح اور اس کے اخلاق کی خاص نگرانی کرے۔ بچپن کے زمانہ میں جہاں بچہ بہت جلد اور آسانی کے ساتھ اخلاق فاضلہ سیکھ سکتا ہے۔ وہاں اگر اس کی نگرانی نہ کی جائے۔ اور اس کے اخلاق خراب ہو جائیں۔ تو ایسا خطرناک ہو جاتا ہے۔ کہ دوسرے بچوں کے اخلاق کو بھی بگاڑ دیتا ہے۔ بڑے بڑے آدمی تو خیر کچھ عیب کو عیب سمجھنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ اس لئے اس سے بچنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ لیکن بچوں میں چونکہ نقل کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ جو کچھ دوسرے کو کرتے دیکھتے ہیں۔ وہی کرنے لگ جاتے ہیں۔ ایک لڑکے کو اگر جھوٹ بولنے کی عادت ہوگی۔ یا گالیاں دینے یا چوری کرنے کی۔ تو جتنے لڑکوں کا اس سے تعلق ہوگا۔ وہ سارے کے سارے ان حرکات میں اس کی نقل کریں گے۔ اور اس طرح وہ بھی جھوٹ بولنے گالیاں دینے اور چوری کرنے کے عادی ہو جائیں گے۔ تو بچپن کا زمانہ نہ صرف یہ کہ اخلاق فاضلہ کے سیکھنے کا بہت بڑا میدان ہے بلکہ دوسروں کے اخلاق بگاڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔

بگڑے ہوئے بچوں کا بچوں کے اخلاق پر اثر

میرے نزدیک بڑے بڑے لیڈر بھی اپنے لیکچروں اور تقریروں میں ایسے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جتنا ایک بچہ دوسرے بچوں کو اپنی باتوں سے متاثر کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ میں مذہبی پیشواؤں کو اس سے مستثنیٰ کرتا ہوں۔ کیونکہ ان کے ساتھ ایکا ملائکہ ہوتا ہے۔ جو ان کی قبولیت کو پھیلاتے ہیں۔ ایک بچہ جسے جھوٹ بولنے کی عادت ہے۔ وہ سو یا دو سو لڑکے جھوٹ بولنے والے بہت آسانی کے ساتھ پیدا کر سکتا ہے۔ ایک لڑکا جسے چوری کی عادت ہے۔ وہ با آسانی سو دو سو لڑکا چوری کرنے والا پیدا کر سکتا ہے۔ غرض بچپن میں جن کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں۔ وہ نہ صرف اپنے آپ کو تباہ کر لیتے ہیں۔ بلکہ اوروں کی بھی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ اور بچپن کی عادت کا اس قدر اثر ہوتا ہے۔ کہ بڑے ہو کر ان کی اصلاح مشکل ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے فلاسفر اور سمجھدار ہو کر بھی ان کے سامنے عاجز رہ جاتے ہیں۔ پس اخلاق فاضلہ کے لئے میرے نزدیک سب سے زیادہ ضروری امر یہ ہے۔ کہ اپنی آئندہ نسلوں کی اصلاح اور درستی کی پوری پوری فکر اور نگرانی کی جائے۔ اور یہ بات کوئی معمولی نہیں۔ بلکہ بہت بڑی بات ہے۔

بچوں کی اصلاح کا طریق

اس کے لئے سب سے پہلا طریق درستی اور میانہ روی ہے۔ نہ تو بچے پر اتنی سختی کی جائے۔ کہ اسے دوسرے بچوں سے ملنے کا موقع ہی نہ دیا جائے۔ اور نہ اتنی نرمی کی جائے۔ کہ خواہ وہ کچھ کرتا پھرے۔ اس کی نگرانی نہ کی جائے۔ اگر اسے دوسرے بچوں کے ساتھ کھیلنے کودنے سے روک دیا جائے گا۔ تو اس سے اس کے اخلاق درست نہیں ہو سکیں گے۔ کیونکہ ایسی صورت میں وہ اس بات کے لئے تیار رہتا ہے۔ کہ بدی اس کے سامنے آئے۔ اور وہ جھٹ اسے قبول کرے۔ کیونکہ بدی کا مقابلہ ارادہ کی قوت سے ہوتا ہے۔ اور وہ اس وقت تک نہیں پیدا ہو سکتی۔ جب تک بچہ اچھے اور برے دونوں قسم کے بچوں سے نہ ملے جس بچے کو گھر بند رکھا جائے۔ اور کسی سے ملنے نہ دیا جائے۔ وہ پچاس برس کی عمر میں بھی لڑکا ہی رہیگا۔ کیونکہ اسکی مثال اس کانچ کے برتن کی سی ہوگی۔ جسے ذرا ٹھوکر لگی۔ اور وہ ٹوٹ گیا۔ جب کبھی کوئی بدی اس کے سامنے آئے گی۔ وہ مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ لیکن اگر وہ لوگوں سے ملتا رہے تو اس کے اندر شناخت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ نیکی کیا ہے اور بدی کیا ہے۔ اور بدی سے بچنے کی طاقت حاصل ہو جاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ جن بچوں کی ہمیشہ سختی کے ساتھ نگہداشت کی جاتی ہے۔ وہ بہت کمزور ہوتے ہیں۔ اور وہ اگر نیکی بھی کرتے ہیں۔ تو عادت کے ماتحت۔ نہ کہ بدی کے مقابلہ کی طاقت کی وجہ سے۔ یہی وجہ ہے کہ بدی کے پیش ہونے پر بہت جلد اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں اسی طرح جن کو بالکل آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور کسی قسم کی نگرانی نہیں کی جاتی۔ ان کی مثال ان بھیڑوں کی ہے۔ جنہیں بھیڑیوں کے آگے چھوڑ دیا جائے۔ اگر وہ بد اخلاقی سے بچے رہیں۔ یا ان کی کسی طرح اصلاح ہو جائے۔ تو اس میں ان کے ماں باپ کا کوئی حصہ نہیں ہوتا لیکن اگر وہ تباہ ہو جائیں۔ اور ان کے اخلاق برباد ہو جائیں تو اس کے ذمہ دار ماں باپ ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنے فرض کی ادائیگی سے غفلت کی۔ اور اپنی اولاد کی کچھ نگرانی نہ کی۔ غرض بچوں کے اخلاق کی درستی میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے۔ نہ تو اتنی تنگی کرنی چاہیئے۔ کہ وہ کسی سے مل ہی نہ سکیں۔ اور نہ اتنی آزادی دینی چاہیئے۔ کہ وہ جو چاہیں کرتے پھریں۔ اور ان کی کوئی نگہداشت نہ کی جائے۔

بچوں کی اصلاح کے متعلق ماں باپ کا فرض

بچے عام طور پر اخلاق ماں باپ سے نہیں سیکھتے بلکہ زیادہ تر اخلاق دوسرے بچوں سے سیکھتے ہیں۔ مگر ماں باپ کا یہ پتہ لگاتے رہنا فرض ہے۔ کہ بچے کیا سیکھ رہے ہیں۔ اور یہ کوئی مشکل بات نہیں۔ کیونکہ بچے جو کچھ دوسروں سے سیکھتے ہیں۔ وہ جھٹ ماں باپ کے سامنے بھی کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس طرح ان کے عیوب کا فوراً پتہ لگ جاتا ہے۔ اگر ماں باپ ہوشیاری سے ان کی اصلاح کرنی چاہیں۔ تو بہت آسانی سے کر سکتے ہیں۔ لیکن بہت ہیں۔ جو بچے کی ایسی حرکات پر کہ جو ناپسندیدہ ہوتی ہیں۔ پیار اور محبت کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے۔ اور اگر ایک آدھ دفعہ کہہ بھی دیا۔ تو پھر خیال نہیں رکھتے۔ اور بہت سے ایسے ہیں۔ کہ اگر ان کو ان کے بچوں کے عیب بتلائے جائیں۔ تو وہ لڑنے لگ جاتے۔ اور خواہ مخواہ اپنے بچے کی تائید کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات بچوں کی لڑائی کی وجہ سے بڑوں میں لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ تو سب سے پہلی اور نہایت ضروری بات یہ ہے۔ کہ ماں باپ بچوں سے ناجائز محبت نہ کریں اگر کوئی ان کے بچے کے متعلق شکایت کرے۔ تو اس کی اصلاح کی تجویز کریں۔ اگر بچہ جھوٹ بولتا ہے۔ یا چوری کرتا ہے یا کوئی اور بدی اس میں ہے۔ تو اسے سرزنش کریں۔ لیکن ایسی سختی بھی نہ ہو۔ کہ بچہ ان سے چھپ کر بدی کرنے لگے۔ بعض لوگ اتنی سختی کرتے ہیں۔ کہ بچہ پھر یہ کوشش کرتا ہے کہ میرے عیب کا ماں باپ یا کسی اور کو پتہ نہ لگے۔ اسی طرح وہ پوشیدہ عیب کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ اور ایسے بچوں کے عیوب کی اصلاح ناممکن ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہمیشہ اس بات کی بھی نگرانی کرنی چاہیئے۔ کہ بچہ چھپ کر عیب نہ کرے۔ تا اس کے عیوب کا پتہ لگتا رہے۔ اور اس طرح بڑی آسانی سے اس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ ہر عیب کس طرح پیدا ہوتا اور اسے کس طرح چھڑایا جا سکتا ہے۔ یہ ایک بڑا علم ہے۔ جسے میں اس وقت چھوڑتا ہوں۔ اس وقت جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ یہ ہے۔ کہ اخلاق اور اعمال کی درستی کے لئے نہ تو بچوں پر سخت پابندی کی جائے کہ وہ کسی سے نہ مل سکیں۔ اور نہ ان کو بالکل آزاد رہنے دیا جائے۔ کہ وہ جو چاہیں۔ کرتے پھریں۔ ان کی کوئی نگرانی نہ کی جائے۔ دوسرے یہ کہ بچوں سے ناجائز محبت بھی نہ کی جائے۔

دوسرے بچوں کی اصلاح کی ضرورت

اس بات کی تفصیل کے بعد اب میں یہ بھی بتلاتا ہوں۔ کہ جہاں اپنے بچوں کی اصلاح کی فکر اور

نگہداشت ضروری ہے۔ وہاں دوسرے بچوں کے اخلاق و عادات کی نگہداشت بھی ضروری ہے۔

پس آپ جب تک دوسروں کے بچوں کے اخلاق کی بھی نگرانی نہیں کریں گے۔ اپنے بچوں کی طرف سے مطمئن نہیں ہو سکتے۔

اصلاح کیلئے کیا کرنا چاہیئے

عام علاجوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ جو خلیفہ اول بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ بچوں کو بعض مفید فقرے یاد کرا دئے جائیں۔ جن میں ان کو بتایا جائے۔ کہ ہم یہ کرینگے۔ یہ نہیں کریں گے۔ اس کا بھی بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ دوسری بات جو رسول کریم صلعم سے ثابت ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ رات کو سونے سے پہلے دعا کی عادت ڈالی جائے۔ کیونکہ ذکر الٰہی کے بغیر سونا جائز ہی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلاناغہ آیت الکرسی اور تینوں قل پڑھکر اپنے بدن پر پھونکا کرتے تھے۔ جس بات کو آپ بلاناغہ کریں۔ وہ سنت کہلاتی ہے جس طرح نماز کی سنتیں ضروری ہیں۔ اسی طرح یہ سنت بھی ضروری ہے۔ اور اگر ان کو ترک کرنے میں گناہ ہے۔ تو پھر اس کے ترک کرنے میں بھی گناہ ہونا چاہیئے۔ اگر کہا جائے کہ نماز کی سنتوں کے متعلق تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت سے فرمایا ہے۔ اس لئے وہ ضروری ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ سونے سے پہلے دعا کے متعلق بھی آپ نے فرمایا ہے۔ اور ثابت ہے۔ کہ بعض آدمیوں کو آپ نے دعا سکھلائی۔ آخر کسی خاص اہتمام کے ساتھ نہ نماز کی سنتوں کے متعلق آپنے عام لیکچر دیا۔ اور تاکید کی۔ اور نہ سونے سے پہلے دعا کے متعلق کوئی ایسی کارروائی کی۔ جس طرح ان سنتوں کے متعلق آپ نے حکم فرمایا۔ اسی طرح اس سنت کے متعلق بھی ثابت ہے۔ کہ آپنے بعضوں کو دعا سکھلائی۔ اور اس کی تاکید کی۔ تو سونے سے پہلے دعا کرنا اسلام کے ایسے امور میں سے ہے۔ جو ایک مومن کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اگر بچوں کو بھی ایک ایک دعا یاد کرا دی جائے۔ اور سونے سے پہلے اس دعا کا پڑھنا شروع کرایا جائے۔ تو اس سے بہت بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔ عیسائیوں میں دیکھا ہے وہ اپنے بچوں کو سونے نہیں دیتے۔ جب تک کہ پہلے ان سے مذہبی دعا نہ کرا لیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ خواہ بچہ بڑا ہو کر دہریہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ عیسائیت کے احکام کا اس کے دل میں خوف اور ڈر ضرور رہتا ہے۔ لیکن مسلمانوں میں یہ بات نہیں ؛

اشتہارات

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی بعدالت شیخ محمد حسین صاحب جج درجہ چہارم راولپنڈی

بدھ سنگھ ولد لابھ سنگھ کھتری ساکن جٹاں تحصیل راولپنڈی مدعی
بنام احمد ولد شاہ گوجر ساکن نون تحصیل راولپنڈی مدعا علیہ

دعویٰ ۔۔۔ ۱۰۰

ہرگاہ مدعا علیہ مقدمہ ہذا حاضری عدالت ہذا سے عمداً گریز کر رہا ہے۔ اور تعمیل سمن اپنے اوپر نہیں ہونے دیتا۔ اب تاریخ پیشی مقدمہ ۲۳/۶/۲۵ مقرر کی گئی ہے۔ بذریعہ اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مشتہر کی جاتی ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور مورخہ تاریخ پیشی پر برائے جواب دہی مقدمہ ہذا اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا نہ ہوگا۔ تو اس کے برخلاف یکطرفہ کارروائی کی جاویگی ؛
آج بتاریخ ۱۳ مئی ۱۹۲۵ء بہ ثبت مہر عدالت و دستخط ہمارے جاری کیا گیا ؛

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار بموجب زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ بنام مدعا علیہ بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب جج جھنگ

دکان جوالا داس چاندی رام بذریعہ جوالا داس ولد سنارام ذات کھوکھر سکنہ شورکوٹ مدعی۔

دعویٰ ۔۔۔ ۷۰۰

اشتہار بنام میاداس۔ نتھورام۔ جیونرام۔ ہیرا رام۔ رام لعل پسران دہرپال رام۔ اقوام مگلانی سکنائی شورکوٹ
درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ تم دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو۔ اسواسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی تمہارے نام جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۲۳/۶/۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرو۔ ورنہ تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی ؛

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار بموجب زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ بنام مدعا علیہ بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب جج جھنگ

596

بھگت وساکھی رام ولد شو رام داس ذات گراند سکنہ جھنگ مدعی
بنام عبد اللہ خان مدعا علیہ۔

دعویٰ ۔۔۔ ۷۷۹

اشتہار بنام عبد المجید خان ولد فتح محمد ذات کھرل سکنہ جھنگ مدعا علیہ۔
درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ تم دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو۔ اس واسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی تمہارے نام جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۸/۶/۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کی کرو۔ ورنہ تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی ؛
تحریر ۲۹/۵/۲۵ ؛

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی بنام مدعا علیہم بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب جج جھنگ

سہائی رام ولد نانک چند ذات ناگپال سکنہ سرنوالہ تحصیل شورکوٹ مدعی
بنام کریم اللہ وغیرہ۔

دعویٰ ۔۔۔ ۲۳۰

اشتہار بنام کریم اللہ سلطان محمود پسران میاں صادق محمد فتح دین ولد مرید احمد قوم جھنڈیر سکنائے محمود شاہ تحصیل شورکوٹ۔
درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہو گیا ہے۔ کہ تم دیدہ و دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہے ہو۔ اسواسطے اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی تمہارے نام جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۱۵/۶/۲۵ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کرو۔ ورنہ تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔ تحریر ۲۹/۵/۲۵ ؛

مہر عدالت — دستخط حاکم

ممالک غیر کی خبریں

—— لنڈن ۲۶ مئی - پارلیمنٹ کے دارالعوام میں تقریر کرتے ہوئے وزیر اعظم مسٹر بالڈون نے کہا - میری آمدنی آج میری چند سال قبل کی آمدنی کا ایک خمس رہ گئی ہے - گذشتہ تین سال سے میں اپنی پونجی کھا رہا ہوں - یا قرض لے رہا ہوں - ملک میں متعدد اشخاص ایسے ہیں - جن کی حالت میری حالت کے مطابق ہے -

—— پشاور ۲۸ مئی - اطلاع ملی ہے - کہ باغیان خوست کے پہلے دستہ کو جو ۶۰ آدمیوں پر مشتمل تھا - امیر افغانستان کے حکم سے گولی مار دی گئی - لنگڑا ملا بھی گولی کا نشانہ بنا -

—— لنڈن - فرانسیسی حلقوں سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں - ان سے معلوم ہوتا ہے - کہ حال کی جنگی کارروائیوں میں مجاہدین ریف کا سخت نقصان ہوا - ۲۵ تاریخ کو جیال بیبان میں جو معرکہ آرائی ہوئی تھی - اس میں ایک ہزار سے زیادہ مجاہدین نے جام شہادت نوش فرمایا ۔

—— ریوٹر کو اطلاع ملی ہے - کہ چونکہ امیر علی نے ڈاکٹر ناجی الاصیل کی پیش کردہ تجاویز صلح کو نامنظور کر دیا تھا - اسلئے ڈاکٹر مذکور نے استعفا دیدیا ہے - امیر علی نے بھی استعفا بذریعہ تار منظور کر لیا ہے ۔

—— سابق خدیو مصر عباس علمی پاشا کے خاندان کے لوگ اب استانبول آکر بس رہے ہیں - حال میں ان کی والدہ معہ چند دیگر آدمیوں کے مصر سے استانبول آئیں ۔

—— جدہ کا ایک تار مظہر ہے - کہ جدہ سے جو وفد ہندوستان جانے کے لئے مقرر ہوا تھا - وہ روانہ ہو گیا - اول عدن اور وہاں سے ہندوستان جائے گا - وفد کے ارکان حسب ذیل ہیں :-

سید طاہر الدباغ (رئیس وفد) السید الطیب الساسی - السید احمد اغزادی (سیکرٹری) عارف (ترجمان)

—— پیرس ۲۹ مئی - فرانس کے وزیر خارجہ نے فیصلہ کیا ہے - کہ فرانس کی حکومت بولشویک کو تسلیم کرنے کے بعد جو روسی بولشویک بظاہر برآمد مال کی تجارتی ایجنسیوں کے نمائندے بن کر فرانس آئے تھے - اور جو بعدہ بولشویکی پراپگنڈہ کرنے والے ثابت ہوئے - ان کے قیام پیرس کے اجازت ناموں کی تجدید نہ کی جائے ۔

—— پایہ تخت اٹلی رومہ کے اخبارات اس خبر کی تردید کر رہے ہیں - کہ اطالوی حکومت جدہ کے محصولات امیر علی سے خرید رہی ہے ۔

—— مکہ معظمہ کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا - کہ سلطان ابن سعود نے تانبے اور نکل کے جدید سکے چلائے ہیں - ان پر "ضرب سنة فی ام القری" منقوش ہے ۔

—— لنڈن ۲۸ مئی - ٹائمز کو معلوم ہوا ہے - کہ جب لارڈ ریڈنگ ۴ جولائی کو ہندوستان کی طرف روانہ ہوں گے - تو آپ کے ساتھ فیلڈ مارشل سر ولیم برڈوڈ بھی تشریف لائیں گے ۔

—— افغانستان میں ہرات سے ۶۰ میل بجانب شمال مٹی کے تیل کے چشمے دریافت ہوئے ہیں ۔

ہندوستان کی خبریں

—— مسٹر ایف ایچ پکل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کی عدالت میں حیدر پہلوان اور اس کے بھائی سرور پہلوان کا مقدمہ دفعہ ۳۰۲ قانون تعزیرات ہند کے ماتحت پیش ہوا - ملزموں پر جرم یہ تھا - کہ انہوں نے ایک ہندو خوانچہ فروش کو قتل کر دیا ہے - استغاثہ کی طرف سے مسٹر بیون پیٹمن مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے - ملزموں کی طرف سے آنریبل سر میاں محمد شفیع اور ڈاکٹر شجاع الدین پیش ہوئے - میاں صاحب نے تقریباً تین گھنٹہ تک نہایت فاضلانہ انداز میں مختلف قوانین کا حوالہ دیتے ہوئے تقریر کی - اور کہا کہ حیدر پہلوان کو جو اس مقدمہ میں ملوث کیا گیا ہے - بعد کی اختراع ہے - پچھلے تین گواہوں نے جو شہادتیں دی ہیں - وہ بالکل غیر معقول ہیں - عدالت نے حیدر کو بری کر دیا -

—— منگلور ۲۸ مئی - دو بار برداری کے جہاز جن پر کافی لدی ہوئی تھی - غرق ہو گئے - نقصان کا اندازہ کئی ہزار کیا جاتا ہے - سمندر طوفان خیز ہے ۔

—— امرتسر ۳۰ مئی - یہاں دو روز سے ہندو کانفرنس کے جلسے ہو رہے ہیں - صدر صاحبان کی متعصبانہ تقریریں ہوئیں - سب سے پہلے جو دو ریزولیوشن پاس ہوئے - ان میں مسلمانان کوہاٹ کے خلاف اظہار غصہ کیا گیا - ان کو فسادات کوہاٹ اور منادر کی تخریب کا ذمہ وار قرار دیا گیا - افسروں کے خلاف رنج ظاہر کیا گیا - کہ انہوں نے حالات کے مطابق کارروائی نہ کی - جیون داس پر مقدمہ چلانے پر اظہار تاسف کر کے اسکی رہائی کا مطالبہ کیا گیا - راولپنڈی کے ہنود کا شکریہ ادا کیا گیا - کہ انہوں نے کوہاٹی ہندوؤں کی امداد کی - اور مزید امداد کے لئے ایک لاکھ روپیہ کی اپیل کی گئی - نو ہزار روپیہ

سے زیادہ کے وعدے اسی وقت ہو گئے - دوسرے ریزولیوشن میں انبالہ اور لاہور کی بلدیات کے ہندو مقاطعہ کو جائز قرار دیا گیا - اور اراکین بلدیات صوبہ و رائے دہندگان سے درخواست کی گئی کہ اب اس معاملہ میں مزید کارروائی کیجائے جس کا اثر ہو - ان قراردادوں پر سخت تقریریں ہوئیں - لالہ راجپت رائے جو علالت کیوجہ سے قبل ازیں نہ آسکے تھے - ۳۱ مئی کو آئے - جلسہ میں ڈیکا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا - آپ نے ہندوؤں کی موجودہ ضروریات کے عنوان پر زبردست اور حسب معمول طویل تقریر کی - آپ نے امرتسری ہندوؤں کی باہمی ناچاقی کے خلاف آواز اٹھائی - ہندو کانفرنس نے جو مزید قرار دادیں پاس کی ہیں ان میں فرقہ وارانہ نیابت کی مخالفت کی ہے - مسودہ ساہوکاران کو برا بتایا ہے - سینڈنٹ مالویہ کے ریاست نظام میں داخلہ بند ہونے پر اظہار تاسف کیا ہے - ہندو عورتوں کے لئے تیرتھوں میں پناہ گاہیں مہیا کرنے پر زور دیا ہے - اور ہندو سبھاؤں کے قیام اور سرگرمی کو ضروری بتایا ہے ۔

—— لکھنؤ ۳۰ مئی - گورکھپور کا پیغام مظہر ہے - کہ بی - این - ڈبلیو کے قریب چھ ہزار ملازمین جو لوکو ورکشاپ انجن اور کیرج ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتے تھے - انہوں نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے - اور ہڑتال کر دی ہے ۔

—— موضع تلونڈی ضلع امرتسر میں سکھوں نے ایک مسلمان کو اذان دینے پر قتل کر دیا ۔

—— مولوی ظفر علی ایڈیٹر و مالک زمیندار نے اہل کرم کے نام ایک اپیل شائع کی ہے جس میں "زمیندار" کی مالی حالت کی کمزوری کا ذکر کیا ہے - اور تیس ہزار روپیہ کی اپیل کی ہے جس سے وہ زمیندار کا قرضہ اتارنا چاہتے ہیں ۔

—— حال میں لاہور میں ایک معزز ہندو نوجوان لڑکی بعمر ۱۷ سال ایک عیسائی استاد سے جو اس کو انگریزی تعلیم دیتا تھا شادی کر کے عیسائی ہو گئی ہے ۔

—— پونا ۲۸ مئی - مسٹر ولبھ بھائی پٹیل نے کل شام کو ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر کی - جو زیر صدارت مسٹر کیلکر منعقد ہوا تھا - آپ نے فرمایا - کہ کانگریس کی رکنیت میں سوت کاتنے کی قید لگا دینے سے اس میں تفرقہ پڑ گیا - اور کانگریس کی خوفیت باقی رہی - آپ نے اعلان کیا - کہ میرا ہرگز یہ اعتقاد نہیں ہے - کہ صرف چرخہ کے ذریعہ سے سوراج حاصل ہو جائے گا ۔

—— بمبئی ۲۹ مئی - موٹروں کے گودام میں جو آگ لگی تھی - اس سے دو لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا ہے - ۲۰ موٹریں جل گئیں - ان میں بیگم صاحبہ بھوپال کی موٹر بھی تھی - جس کی قیمت پچیس ہزار روپیہ بتائی جاتی ہے ۔